OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.9 Issue 10 December 2021

مشارکہ متناقصہ کا مفہوم اور اس کی شرعی حیثیت-ایک تحقیقی جائزہ

THE MEANING OF DIMINSHING MUSHARAKAH AND ITS LEGAL STATUS - A RESEARCH REVIEW

Syed Farhan Hussain Shah
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi

Dr. Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Karachi, Karachi

Abstract: In this article it is endeavoured to explain that Mutual collateral is commonly used in Islamic banks to finance solid assets, and sometimes in a business to meet the financing needs of a joint venture. "According to Shariah standards, the controversial partnership is one of the types of polytheism." The interaction of conventional Islamic banks suggests that they give it the status of a state-owned company. Among the things that are usually financed through joint ventures in Islamic banks are house financing, car financing, plots and machinery financing. Controversial and divisive practices in Islamic banks are the issues that dominate the other affairs of these banks. Most of the contracts and transactions are under these issues. On the contrary, it would not be wrong to say that interest banks The main business of the Islamic Bank is to lend at interest, similarly the real business of Islamic banks is "controversial and controversial partnerships". The main purpose of establishing an Islamic bank is to protect society from interest and financial oppression and exploitation and to implement Islamic economic system. Had to make serious

efforts. Therefore, in the beginning, the scholars decided that the Islamic Bank would pay more attention to partnership issues such as Mudaraba and Musharaka, and since the Islamic Bank faced difficulties in the beginning, Marabaha and Mutnaqada were included in the Islamic banking system for the transitional period. Was included, but many scholars did not even allow it for the transitional period. Now that the Islamic Bank has gone through its infancy and reached a mature stage, it should have been the case that the banks which had initially adopted Marabaha as a transitional system should gradually abolish it and move towards Mudaraba and Musharaka. , But the situation is quite the opposite.

Key Words: Musharkah, Murabiha, MusharkahMutnaqisa, Riba.

اردو میں "لفظ "مشارکہ "مستعمل ہے جو اپنے اندر مندرجہ ذیل معنی و مفہوم رکھتا ہے۔ لفظ مشارکہ کے لیے عربی زبان میں اسی سے ملتا جلتا لفظ شرکت یا شرکہ استعمال ہوتا ہے۔ لفظ شرکہ عرب انہی معنوں میں استعمال کرتے ہیں جن کے لیے انگریزی میں کمپنی اور پارٹنر شپ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن شرکہ کا یہ جدید استعمال ہے بلکہ بحالت مجبوری کمپنی کا عربی میں ترجمہ ہے۔ ورنہ جہاں تک کتب فقہ کا تعلق ہے ان میں لفظ شرکہ قدرے مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

لغوی مفہوم

عربی زبان کے لفظ "شرکہ کا" مادہ "ش، ر، ک" ہے۔ جو اپنی مختلف بناوٹوں کے ساتھ ملتے جلتے معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلا:

شَرِكَ: شریک بنے یا کسی کو اپنے کام میں شریک کرنا

شَارك : باہم شریک ہونا

الشريك : شریک، حصہ دار، سانجھی

إشتراك : مل جانا

المشترك : وہ چیز جس میں دو یا دو سے زائد کی شرکت ہو

المشاركة: باہم شریک ہونا اور ایک دوسرے کا حصہ بننا

الشركة : شریک ہونا۔([1])

اردو زبان میں شرکہ سے ملتے جلتے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ شریک اس شخص کو کہتے ہیں جو کیش میں حصہ دار ہو۔ اسی سے مماثل ایک لفظ مشرک بھی ہے۔ لغوی اعتبار سے شرکت کی یوں تعریف کی گئی ہے۔

"الشركة: اختلاط النصيبين، فصاعد بحيث لاي تميز . ثم أطلق اسم الشركة على العقد، وإن لم يوجداختلاط النصيبين"۔([2])

"دو یا دو سے زائد حصوں کا اس طرح باہم مخلوط ہو جانا کہ اس میں تمیز نہ ہو۔ پھر اس کا اطلاق ایک عقد پر ہونے لگا بشرطیکہ اس میں دو حصے مخلوط نہ پائے جائیں"۔

" عقد بين اثنين، فأكثر، للقيام بعمل مشترك"۔(3)

"دو افراد یا زیادہ افراد کے درمیان ایک مشترک کام کرنے کا معاملہ شرکت کہلاتا ہے"۔

اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی طور پر فقہاء نے مشارکہ کی مختلف تعریفات کی ہیں جو کہ تقریباً ہم معنی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

علامہ ابن قدامہ کے بقول:

"الإجتماع في إستحقاق أوتصرف"۔([4])

"کسی چیز کے استحقاق (حق ملکیت) یا اس کے تصرف میں (دو یا دو سے زائد افراد کا) جمع ہو جانا"۔

یعنی دو یا دو سے زائد افراد مل کر کوئی چیز خریدیں یا اس کی ملکیت بغیر کسی معاہدہ کے دونوں کو مل جائے، یا دو یا دو سے زائد افراد مل کر سرمایہ لگا کر کوئی کاروبار شروع کریں اور اس کے منافع میں حصہ دار بنیں۔

ابن عرفہ کے نزدیک:

"تقررمتمولبين مالكين فاكثرملكا فقط "۔([5])

"دو مالکوں یا زیادہ کے درمیان کسی متقوم شئ کی ملکیت کا مقرر ہو جانا"۔

شرکت کی اصطلاح تعریف اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ:

"دو یا دو سے زائد افراد کا کسی کاروبار میں ایسا معاہدہ کرنا کہ سب مل کر کاروبار کریں گے اور کاروبار کے نفع و نقصان میں معین نسبتوں کے ساتھ شریک ہوں گے"۔

مشارکہ کی تعریف

دو یا دو سے زیادہ افراد کسی کاروبار میں متعین سرمایہ کے ساتھ نفع کے حصول کے لیے اکٹھے ہوں اور کاروبار کے نفع و نقصان میں پہلے طے شدہ نسبتوں کے ساتھ شریک ہو۔

"مشارکہ "از روئے قرآن مجید

قرآن مجید میں بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

"وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ"(6)

"اور اگر تم انہیں ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں"۔

"فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَمِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُفِي الثُّلُثِ"(7)

"پس اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔

"وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ اِلَّاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْاوَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّاهُمْ"۔(8)

"اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر جو ایماندار ہیں اور انہوں نے نیک کام بھی کیے اور وہ بہت ہی کم ہیں"۔

"ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ"۔(9)

"اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے ایک غلام ہے جس میں کئی ضدی شریک ہیں اور ایک غلام سالم ایک ہی آدمی کا ہے کیا دونوں کی حالت برابر ہے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے مگر ان میں سے اکثر سمجھتے نہیں"۔

"وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ۔ هٰرُوْنَ اَخِي۔ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ۔ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ"۔(10)

"اور میرے لیے میرے کنبے میں سے ایک معاون بنادے۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط کردے۔ اور اسے میرے کام میں شریک کردے"۔

"فَهُمْ شُرَكَاءُفِي الثُّلُثِ"۔[11]

"توایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔

مشارکہ ازروئے احادیث

اسلام کے ابتدائی دور میں تجارت کی مختلف قسمیں رائج تھیں۔ان میں مشارکہ اور مشارکہ کے اصولوں پر بھی تجارت کی جاتی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف مشارکہ کو پسند فرمایا بلکہ دوسروں کے ساتھ مشارکہ کی بنیاد پر کاروبار بھی کیا۔جن میں سے چنداحادیث مذکورہیں:

1۔"عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ: يقول الله تعالى: اناثالث الشريكين مالم يخناحدهما "۔[12]

"رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب تک دوشرکاء میں سے کوئی ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہ کرے میں ان دونوں کا تیسرا ساتھی بن جاتا ہوں"۔

2۔ عن على رضى الله عنه: ان رجلين كاناشريكين على عهد رسول اللهﷺ، فكان احدهم امواظب اعلى السوق والتجارة، وكان الآخر مواظب اعلى المسجد والصلاة خلف رسول اللهﷺ، فلما كان عندقسمة الرب حق الالمواظب على السوق فضلنى، فانى كنتم وظب اعلى التجارة، وان تكنتموا ظب اعلى المسجد، فجاء الى رسول اللهﷺ فذكر ذلك، فقال النبىﷺ: للذى يواظب على السوق ان ماكنت ترزقبمواظبةصاحبک على المسجد "۔[13]

"ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیااوراس نے کہاکہ میں بازار میں کاروبار کرتاہوں اور میراایک شریک مسجد میں نماز پڑھتاہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ: شاید تیرے کاروبار کی برکت اسی کے سبب ہے"۔

3۔ "عن النبیﷺ : يد الله مع الشريكين مالم يتخاونا، فاذا تخاونا محقت تجارتهما فرفعت البركةمنها "۔[14]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اللہ کاہاتھ ان حصہ داران کے ساتھ ہوتاہے جب تک وہ خیانت نہ کریں، پس اگروہ خیانت کریں گے توان کی تجارت مٹادی جائے گی،اوراس میں برکت ختم ہوجائے گی"۔

4۔　"سائب بن شریک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے مکے میں تجارت میں شرکت کی تھی جب مدینے میں ان سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کا ذکر کیا اور اس کی شرکت کو پسندیدگی کے ساتھ یاد کیا"۔(15)

مشارکہ کی اقسام

مشارکہ کی بنیادی طور پر دو قسام ہیں:

(1)شرکۃ الملک.(2)شرکۃ العقد۔

(1)شرکۃ الملک

"اس سے مراد یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد افراد کسی چیز کی ملکیت میں شراکت دار ہوں"۔(16)

(2)شرکۃ العقد

"عقد کا مطلب ہے معاہدہ، اس سے مراد ایسا معاہدہ ہے جس کے ذریعہ دو یا دو سے زائد افراد مال میں یا عمل میں یا دونوں میں شریک (پارٹنر) بنتے ہیں، اور تمام شرکاء کو مال یا عمل میں تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے، اور شراکت داری سے وجود میں آنے والے کاروبار و تجارت کا منافع طے شدہ تناسب کے مطابق تمام شرکاء میں تقسیم ہوتا ہے اسے (Joint Commercial Enterprise) کہا جاتا ہے"۔([17])

شرکۃ العقد کی فقہائے کرام نے مزید چند اقسام بھی بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

شرکۃ المال

تجارت کی یہ قسم مالی شراکت کے تناسب، اور حق تصرف کے لحاظ سے دو اقسام پر مبنی ہے:

(1)　شرکۃ العنان

"اس سے مراد ایسی شراکت داری ہے جس میں مالی، عملی شراکت داری کا تناسب، حق تصرف، منافع کی تقسیم برابری کی سطح پر نہ ہو، یعنی کسی شریک کا مال زیادہ ہو، کسی کو تصرف کا اختیار زیادہ دے دیا جائے، اسی طرح کسی شریک کو دیگر شرکاء کی نسبت زیادہ منافع ملے۔ البتہ خسارہ کی صورت میں ہر شریک اپنے مالی شراکت داری کے حساب سے نقصان برداشت کرتا ہے"۔([18])

(2) شرکۃ المفاوضۃ

"اس سے مراد ایسی شراکت داری ہے جس میں تمام شرکاء مالی، عملی شراکت داری، حق تصرف، منافع کی تقسیم اور خسارہ اٹھانے میں برابر ہوں، اس کے شرعی حکم میں اختلاف ہے، اور راجح یہی ہے کہ شرکۃ المفاوضۃ ناجائز ہے"۔ (19)

عمل میں شراکت

ایک شریک کی جانب سے مال اور دوسرے شریک کی جانب سے عملاس شراکت داری کو اصطلاحا مضاربہ کہتے ہیں۔

متناقصہ کا مفہوم

متناقصہ نقص سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کمی، یا عیب۔

"مشارکہ متناقصہ سے مراد ایسا مشارکہ ہے جس میں ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ تدریجاً خریدنے کا وعدہ کرتا ہے حتی کہ آخر میں وہ شریک پورے اثاثہ کا مالک بن جاتا ہے"۔ (20)

مشارکہ متناقصہ کی شرعی حیثیت

مشارکہ کا جواز از روئے قرآن

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

"فَإِنْ كَانُ واأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ"۔ (21)

"اگر (میت) کی وراثت میں (میت کے بھائی بہن) دو سے زائد ہوں تو وہ مال کے تیسرے حصہ میں شراکت دار ہیں"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُمُتَشَاكِسُوْنَ"۔ (22)

"اللہ تعالی مثال بیان کرتا ہے ایسے شخص کی جس (کی ملکیت) میں کئی شراکت دار ہیں جو ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں"۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"وَإِنَّ كَثِيْرًامِّنَ الْخُلَطَآءِلَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّاالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ"۔(23)

"اور بیشک بہت سے شراکت دار ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے"

"إنا لله عزوج ليقول : أناثالث الشريكين ما لم يخن أحدهم اصاحبه فإذا خانه خرجتم نبينهما"۔

"بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں دو شراکت داروں کے ساتھ تیسرا ہوں جب تک کہ ان میں سے کوئی اپنے شریک کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، جب وہ خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں"۔

مشارکہ کا جواز از روئے سنت

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت بہت سے طریقہ ہائے تجارت رائج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان طریقوں میں سے ناجائز طریقوں کی ممانعت فرمائی ان طریقوں میں اخلاق اور عدل وانصاف کے تقاضوں کے خلاف پائی جانے والی باتوں کی اصلاح فرمائی اور ہر ایسا طریقہ جس کے نتیجہ میں لڑائی جھگڑا یا فساد کی کوئی صورت پیدا ہو۔ یا کسی ایک فریق کا فائدہ دوسرے فریق کے سراسر نقصان پر ہو ان طریقوں کو منع فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے جن طریقہ ہائے صنعت وتجارت اور زراعت کو منع فرمایا ان میں ترامیم تجویز کی ہیں ان کے مطالعہ سے فقہاء کرام نے ان مصالح اور مفاسد کو متعین کیا جو کسی کاروبار کے جائز یا ناجائز ہونے کا باعث تھے۔ ان اسباب کا اطلاق دوسرے معاملات کے بارے میں تحقیق کر کے ان کے جائز یا ناجائز ہونے کا تعین کرنے میں مدد دیتا ہے۔ پس کوئی طریقہ ایسا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا اور آپ ﷺ نے اس طریقہ کو اختیار کیا یا آپ ﷺ نے اس طریق پر اظہار پسندیدگی کیا یا اس طریقہ سے کسی شخص کو نہ روکا اور یا اس میں کوئی ترمیم یا تبدیلی تجویز کی وہ طریقہ بالکل جائز ہے۔

مشارکہ کا معاملہ ایسا ہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سربراہ ریاست تھے تو مشارکہ ومشارکہ کے طریقہ ہائے تجارت اس وقت رائج تھے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ان طریقوں سے تجارت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان طریقوں پر اظہار پسندیدگی کیا اس بنا پر مشارکہ اور مشارکہ شرعی طور پر تجارت کے جائز طریقے ہیں۔

مشارکہ کی شرائط:

ا۔ باہمی رضامندی:

قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق آپس کے لین دین کے معاملات میں باہمی رضامندی بنیادی شرط ہے۔

"إلاأن تکون تجارة عن تراض منکم"۔(24)

مشارکہ کے لیے بھی باہمی رضامندی اسی طرح لازم ہے۔

۲۔ فریقین کا بالغ ہونا:

معاہدہ مشارکہ کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ معاہدہ مشارکہ کے فریقین طبعی عمر کے لحاظ سے بالغ ہوں۔

۳۔ عاقل ہونا:

فریقین کا ذہنی بلوغت کے ساتھ ساتھ معاملات کے بارے میں سمجھدار ہونا بھی ضروری ہے۔

۴۔ کاروبار کا جائز ہونا:

کسی ناجائز کاکاروبار میں مشارکہ ناجائز ہے۔

۵۔ نفع کی شرح کا تعین:

کاروبار شروع کرنے سے پہلے نفع کی شرحوں کا تعین کرلینا ضروری ہے۔

۶۔ نقصان کی ذمہ داری:

کاروبار میں نقصان ہونے کی صورت میں فریقین اپنی سرمایہ کی شرح سے نقصان کو برداشت کریں گے۔[25]

مشارکہ کی بنیادی شرائط

مشارکہ کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

ا۔ سرمایہ کار وکیل بنانے کا اور دوسرا شریک وکیل بننے کا اہل ہو۔

۲۔ سرمایہ نقدی کی شکل میں ہو، سامان، زمین اور لوگوں کے ذمہ قرض کو سرمایہ نہیں بنایا جاسکتا۔ البتہ اگر دوسرے شریک کو سامان دے کر یہ کہا جائے کہ یہ سامان فروخت کر دو اور اس کی قیمت سے مشارکہ کر و اور دوسرے شریک اسے قبول کرلے تو مشارکہ میں ہو جائے گی۔ اسی طرح قرض وصول کرنے کے بعد بھی مشارکہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ سرمایہ دوسرے شریک کے حوالے کر دیا جائے اور سرمایہ کار اس میں کچھ دخل نہ دے۔البتہ اطمینان کے لیے نگرانی کر سکتا ہے۔اور دوسرے شریک کی اجازت سے اس کے ساتھ کام بھی کر سکتا ہے۔

۴- سرمایہ کی مقدار متعین کر دی جائے اور نفع میں سے ہر ایک کے حصہ کی شرح مقرر کر دی جائے اور اس میں ایسا کوئی ابہام باقی نہ رہے جو جھگڑے کا سبب بنے۔

۵- نفع کا حصہ مقرر کیا جائے، مثلا: چالیس فیصد، پچاس فیصد وغیرہ۔ معین مقدار، مثلا: ایک ہزار روپے نفع کے لیے مقرر نہ کیے جائیں۔نیز سرمایہ کی نسبت سے نفع مقرر نہ کیا جائے۔

۶-دوسرا شریک امین ہو گا اور جب تک وہ معروف طریقے سے عقد میں مذکورہ شرائط کا لحاظ کر کے کام کرتا رہے گا تو وہ امین ہو گا۔کام کرنے کے دوران اس کی حیثیت وکیل کی اور نفع حاصل ہونے کے بعد شریک کی ہو جائے گی۔اگر نقصان ہوا تو وہ بری ہو گا اور مشارکہ فاسد ہونے کی صورت میں وہ امیر ہو گا۔اور خلاف ضابطہ ،خلاف عرف و خلاف معاہدہ کام کرنے کی صورت میں ضامن ہو گا۔

۷۔کسی ایک کے لیے نفع کی مخصوص مقدار مقرر کرنے سے مشاکہ فاسد ہو جائے گا۔اور دوسرے شریک پر نقصان وضمان کی قید لگانا غیر موثر ہے۔اس پر عمل نہیں ہو گا۔اور اس شرط سے مشارکہ فاسد نہیں ہو گا۔

۸۔مشارکہ میں نقصان ہونے کی صورت میں نقصان کو نفع سے پورا کیا جائے گا۔یعنی نفع تقسیم نہیں ہو گا بشرطیکہ مشارکہ کا حساب کر کے اسے ختم نہ کر دیا گیا ہو۔

۹۔جب تک حساب نہ ہو جائے اور مشارکہ ختم نہ ہو جائے دوسرے شریک نفع کا مالک نہیں ہو گا۔البتہ مشارکہ ختم ہونے سے پہلے دوسرے شریک و سرمایہ کار علی الحساب نفع میں سے لے سکتے ہیں۔

10-مشارکہ کا حساب کر کے مشارکہ کو ختم کر دیا گیا اور نفع بھی تقسیم ہو گیا اس کے بعد نیا عقد مشارکہ ہوا اور اس میں نقصان ہو تو نقصان سابقہ مشارکہ کے نفع سے پورا نہیں کیا جائے گا۔

۱۱-سرمایہ کار (رب المال) مشارکہ کے سرمائے سے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر خرید و فروخت کرنے اور کوئی کام کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

۱۲-ہر ایسے سفر کا خرچہ جس سے دوسرے شریک رات کو گھر نہ آسکے، مشارکہ میں سے پورا کیا جائے گا۔ مزدوروں اور ملازموں کا خرچہ بھی مشارکہ میں سے نکالا جائے گا، مگر دوسرے شریک جو کچھ اپنے ہاتھ سے کرے اس کی اجرت نہیں لے سکتا۔

۱۳-دوسرے شریک مطلق مشارکہ میں تجارت کے وہ تمام امور انجام دے سکتا ہے جو عرف عام میں تاجر کرتے ہیں اور اس کے لیے مستقل اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ سرمایہ کار کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو مشارکہ پر نہ مال دے سکتا ہے اور نہ مشارکہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح مشارکہ کے مال میں اپنا مال نہیں ملا سکتا۔

۱۴-اگر مشارک سرمایہ کار کی طرف سے مقررہ حدود کی خلاف ورزی کرے گا اور اس میں نقصان ہو گا تو مشارک اس نقصان کا ضامن ہو گا۔

۱۵-مشارکہ کی اگر کوئی مدت مقرر ہوئی ہے تو مدت پوری ہونے سے مشارکہ خود ختم ہو جائے گی۔

۱۶-اگر سرمایہ کار نے دوسرے شریک کو معزول کیا تو جب تک دوسرے شریک کو اس کا علم نہیں ہو گا وہ دوسرا شریک ہی رہے گا اور اس کا عمل مشارکہ میں شمار ہو گا۔

۱۷- معزولی کا علم ہونے کے بعد دوسرے شریک کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مشارکہ کے لیے کوئی کام کرے البتہ اگر سرمایہ سامان کی شکل میں ہو تو اسے فروخت کر کے نقدی (Cash) میں لانا جائز ہے۔

۱۸۔ مشارکہ کا حساب کر کے اسے ختم اس طرح کیا جائے گا کہ مشارکہ کے تمام سامان کو فروخت کر کے رقم نقدی کی صورت میں لائی جائے گی۔ مشارکہ کے جو قرض رقم لوگوں کے ذمہ ہے وہ وصول کی جائے گی، دوسرے شریک اور سرمایہ کار نے دوران مشارکہ جو نفع علی الحساب (AccountOn) وصول کر لیا تھا اسے بھی شمار کیا جائے گا اور جب کل سرمایہ حاصل ہو جائے گا تو اس میں سے سرمایہ کار کا سرمایہ الگ کیا جائے گا، بقیہ رقم نفع کہلائے گی اور یہ نفع دوسرے شریک و سرمایہ کار میں مقررہ معاہدہ کے مطابق تقسیم ہو گا۔

۱۹-اگر سرمایہ کار نے نفع وصول کیا تھا وہ واپس لے کر سرمایہ میں ملایا جائے گا، اگر اصل سرمایہ پورا ہو کر کچھ رقم کی توقع ہے اسے تقسیم کر لیا جائے ورنہ دوسرے شریک کو کچھ نہیں ملے گا۔

۲۰-مشارکہ فاسدہ میں تمام نفع و نقصان سرمایہ کار کے ذمہ ہو گا اور دوسرے شریک کو اجرت مثل دی جائے گی۔

۲۱-اگر سرمایہ کار وفات پاجائے یا جنون ہو جائے تو مشارکہ ختم ہو جائے گی۔

۲۲-اگر مشارکہ ختم ہو جائے تو تمام قرض وصول کرنے کے لیے اپنا وکیل مقرر کرے گا یا خود وصول کر کے سرمایہ کار کو دے گا۔

۲۳-اگر مشارکہ میں نقصان نہ ہوا ہو تو حقوق معتبرہ میں سے دوسرے شریک کو بھی حصہ لے گا"۔(26)

مشارکہ متناقصہ کی صحیح شرعی کیفیت

مشارکہ متناقصہ کی درست ترین صورت اس وقت بن سکتی ہے جب اس میں وارد شرعی اعتراضات کو ختم کیا جائے:

(1) بنک مشارکہ کے آغاز میں صارف سے وعدہ لے سکتا ہے کہ صارف بینک کا حصہ خریدے گا لیکن اس وعدہ کا قانونی التزام نہ ہو۔

(2) مشارکہ کا معاہدہ اور مشارکہ میں بینک کا اپنا حصہ بیچنے کا معاہدہ الگ الگ ہونا چاہئے، دونوں معاہدوں کو ایک ہی معاہدے میں جمع نہ کیا جائے۔

(3) مشارکہ متناقصہ میں صدقہ کا کوئی جواز نہیں، چونکہ یہ ایک خرید وفروخت کا معاہدہ ہے لہذا اس میں بنک صارف پر کوئی جبر وزبردستی نہیں کر سکتا، البتہ اتنا ضرور کیا جاسکتا ہے کہ صارف پر یہ واضح کر دیا جائے کہ اگر وہ بینک سے اس کا حصہ نہیں خریدے گا تو بینک اپنا حصہ (Share) کسی اور کو فروخت کرنے میں آزاد ہو گا۔

عقلی دلائل

درج ذیل عقلی دلائل بھی مشارکہ کے جواز کو پیش کرتے ہیں

۱۔ دو افراد مل کر زیادہ سرمایہ سے بڑے پیمانے پر کاروبار کر سکتے ہیں اس طرح زیادہ منافع کا حصول بھی ممکنے اور بڑے پیمانے کے کاروبار کے لیے سرمایہ بھی آسانی سے فراہم ہو سکتا ہے۔

۲۔ یہ بات بھی ممکن ہے کہ ایک فرد کے پاس سرمایہ موجود ہے لیکن وہ کاروباری معلومات کی پوری طرح سمجھ نہ رکھتا ہو یا اس اکیلے فرد کے لیے سارا کاروبار خود چلانا مشکل ہو ان صورتوں میں وہ دوسرے فریق کے ساتھ مشارکہ کے ذریے بہتر کاروبار کر سکتا ہے۔

۳-شرکت کی صورت میں تقسیم کار کے اصول کو اپنانا ممکن ہو جاتا ہے جس سے شرکاء کی عملی استعداد بڑھ جاتی ہے اور کاروبار کی کامیابی کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔

مشارکہ متناقصہ کی صورت

مشارکہ متناقصہ شراکت داری کی ایک ایسی قسم ہے جس میں ایک مالک اور ایک صارف کسٹمر ایک اثاثے یا مشین کے مشترکہ مالکان کی حیثیت سے ایک معاہدے میں شریک ہوتے ہیں۔اس میں سرمایہ کاری کرنے والا فریق (بینک) اپنے حصص کو مختلف اکائیوں میں تقسیم کرے گا اور صارف کسٹمر یہ حصص آہستہ آہستہ خاص اوقات میں (جو کہ طے شدہ اوقات ہوں گے) اس وقت پر بینک سے خریدتا رہے گا۔ نیز ساتھ ساتھ بینک اپنے حصص کو استعمال کرنے کے عوض کرایہ بھی وصول کرے گا۔ جیسے جیسے بینک کے حصص کم ہوتے جائیں گے کرایہ بھی کم ہوتا جائے گا۔ خریدنے کے عمل کے دوران آہستہ آہستہ صارف کا حصہ بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ وہ بینک کے سارے حصص خرید کر اکیلا مالک بن جائے گا۔

اسلامی بینکوں میں مشارکہ متناقصہ کا استعمال عموماً ٹھوس اثاثہ جات کی تمویل (Fixed Asset Financing) میں کیا جاتا ہے، اور کبھی کسی کاروبار میں مشارکہ متناقصہ کے ذریعہ مالی تمویل کاری کی ضروریات کو بھی پورا کیا جاتا ہے۔

"شرعیہ اسٹینڈرز کے مطابق مشارکہ متناقصہ کا شمار شرکۃ العقد کی قسم شرکۃ العنان میں سے ہے"۔(27)

مروجہ اسلامی بینکوں کے تعامل سے یہ محسوس ہوتا ہے وہ اسے شرکۃ الملک کی حیثیت دیتے ہیں۔اسلامی بینکوں میں مشارکہ متناقصہ کے ذریعہ عموماً جن چیزوں میں تمویل کی جاتی ہے ان میں ہاؤس فنانسنگ، کار فنانسنگ، پلاٹ اور مشینری فنانسنگ وغیرہ شامل ہیں۔

مشارکہ متناقصہ کی صورت کی وضاحت

(1):سب سے پہلے صارف بینک سے اپنے مطلوبہ سامان کے لئے تمویل (Financing) کی خواہش کا اظہار کرتا ہے، اور بینک صارف سے مشارکہ کا معاہدہ کرتا ہے۔اسی معاہدہ میں صارف بینک سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ مطلوبہ سامان میں بینک کا جو حصہ (Share) بنتا ہے وہ الگ الگ (Units) کی صورت میں ماہانہ یا سہ ماہی بنیادوں پر خریدے گا۔

(2) بینک اور صارف دونوں مل کر مطلوبہ سامان میں مخصوص رقم ادا کر کے ملکیت میں شراکت دار بن جاتے ہیں، جس میں بینک کا حصہ کم از کم 80 اور زیادہ سے زیادہ 90 فیصد تک ہوتا ہے اور اگر کوئی کاروبار ہے تو صارف اور بینک شرکۃ العقد کے ذریعہ پارٹنر بن جاتے ہیں۔

(3) صارف اور بینک کے سرمایہ سے مطلوبہ سامان حاصل کیا جاتا ہے یا کوئی کاروبار شروع کیا جاتا ہے۔

(4) اگر مشارکہ متناقصہ کے ذریعہ کوئی سامان خریدا گیا ہے تو مذکورہ سامان کو صارف استعمال کرتا ہے مثلاً گھر میں رہائش رکھتا ہے یا گاڑی کو استعمال کرتا ہے، اسی استعمال کو بینک منافع تصور کرتا ہے جو کہ صارف کو مل رہا ہے اور اگر کوئی کاروبار ہے تو اس سے حاصل ہونے والی آمدنی یا منافع بینک اور صارف کے مابین شراکت داری کے تناسب سے تقسیم ہوتا ہے۔

(5) بینک اپنی شراکت داری کو اکائیوں (Units) میں تقسیم کرتا ہے، مثلاً اگر بینک کا حصہ 80 فیصد ہے تو بینک اسے آٹھ آٹھ فیصد کی دس یا دس دس فیصد کی آٹھ اکائیوں (Units) میں تقسیم کرتا ہے، اور صارف اپنے وعدہ کے مطابق مخصوص مدت میں ان اکائیوں کو خریدنے کا پابند ہوتا ہے، حتیٰ کہ آخری اکائی کی خریداری کے ساتھ ہی شراکت داری ختم ہو جاتی ہے اور صارف اس چیز کی مکمل ملکیت حاصل کر لیتا ہے۔ اور جب تک وہ ان اکائیوں کو مکمل خرید نہیں لیتا اس وقت تک چونکہ وہ محصولہ سامان میں بینک کا حصہ استعمال کر رہا ہے لہذا وہ بینک کو اس کے حصہ کے تناسب سے کرایہ ادا کرتا ہے۔ اس مکمل وضاحت کی روشنی میں مشارکہ متناقصہ کی صورت یوں بنتی ہے کہ گھر کی خریداری کا خواہش مند صارف بینک سے مشارکہ کی بنیاد پر گھر خریدنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے، بینک اور صارف سرمایہ لگا کر ایک گھر جس کی قیمت مثلاً دس لاکھ روپے ہو خریدتے ہیں، اس میں صارف دو لاکھ روپے ادا کرتا ہے اور بینک آٹھ لاکھ روپے، اس طرح صارف کا اس شراکت داری میں حصہ بیس فیصد ہوتا ہے اور بینک کا اسی فیصد، پھر مشارکہ کی ابتداء میں کئے گئے معاہدہ کے مطابق صارف متعین مدت میں بینک کا حصہ خریدتا ہے، بینک اپنے حصہ کو اکائیوں (Units) میں تقسیم کرتا ہے، مثلاً وہ ایک لاکھ کے آٹھ یونٹس بناتا ہے اور صارف اپنے وعدہ کے مطابق ہر تین مہینہ بعد ایک یونٹ خریدنے کا پابند ہوتا ہے۔

مشارکہ متناقصہ اور دیگر طرق تمویل

اسلامی بینکوں میں کیا جانے والا مشارکہ متناقصہ اور مرابحہ وہ معاملات ہیں جو ان بینکوں کے دیگر معاملات پر حاوی ہیں۔ سب سے زیادہ معاہدے اور ٹرانزیکشن انہی معاملات کے تحت ہوتی ہیں۔ بلکہ اگر یوں بھی کہا جائے تو غلط نہ ہو گا

کہ جس طرح سودی بینکوں کا اصل کاروبار سود پر قرض دینا ہے، اسی طرح اسلامی بینکوں کا اصل کاروبار ''مشارکہ متناقصہ اور مرابحہ '' ہیں۔ مروجہ ذرائع تمویل (Financing) کی شرعی حیثیت کے تعین کے لئے اس کا شرعی مرابحہ اور مشارکہ متناقصہ کی شرائط وضوابط سے تقابل ضروری ہے۔

''مرابحہ'': مرابحہ کا اصل ماخذ ''ربح'' یعنی منافع ہے۔ مرابحہ کا لغوی طور پر مطلب یہ ہوگا کہ ایسا معاملہ کرنا جس میں ربح یعنی منافع طے ہو۔ ([28])

فقہاء کے نزدیک مرابحہ کی اصطلاحی تعریف:

"کسی چیز کی خرید وفروخت اس کی اصل قیمت اور معلوم منافع کے ساتھ"۔ ([29])

یعنی ایک شخص کسی چیز کی فروخت کرتے وقت خریدنے والے کو چیز کی اصل قیمت اور اپنا منافع بیان کر کے فروخت کرے۔

بیع مرابحہ از روئے قرآن

(1) اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا'۔

"اللہ تعالی نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے"۔

لہٰذا ہر وہ معاملہ جو بیع کے زمرے میں آتا ہے وہ حلال ہے، اور مرابحہ بھی بیع کی ایک قسم ہے۔

علماء نے یہ قاعدہ ذکر کیا ہے کہ:

"الأصل فی المعاملاتالحل"۔

کہ تجارتی و عوضی معاملات میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہیں سوائے ان معاملات کے جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔اور چونکہ بیع مرابحہ بھی معاملات سے متعلق ہے اور قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص نہیں ملتی جس میں اس کی حرمت کا تذکرہ ہو لہذا یہ بیع حلال ہے۔

مرابحہ کی اہمیت

عام بیع (خرید وفروخت کا معاملہ) میں بھی اگرچہ بیچنے والا اپنا منافع رکھ کر بیچتا ہے لیکن اس میں اور بیع مرابحہ میں فرق اس منافع کو بیان کرنے کا ہے۔ بیع مرابحہ میں دوکاندار چیز کی اصل قیمت اور اپنا منافع دونوں بیان کرتا ہے۔ بیع مرابحہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ خریدار کو ہمیشہ یہ خدشہ رہا ہے کہ بیچنے والا جائز منافع سے زیادہ وصول نہ کرلے، اسی لئے جب بیچنے والا چیز کی صحیح قیمت اور اپنا منافع بیان کردیتا ہے تو خریدار مطمئن ہوجاتا ہے۔ اسی لئے "بیع مرابحہ" کو علماء نے بیوع الامانہ کی ایک قسم قرار دیا ہے کہ یہ عام بیع کی نسبت زیادہ امانتداری کی متقاضی ہے۔

مروجہ مرابحہ

مروجہ مرابحہ، شرعی مرابحہ سے کافی مختلف ہے۔ مروجہ مرابحہ دراصل مرابحۃ للآمر بالشراء کہلاتا ہے۔

اس کی بنیادی صورت یوں ہوتی ہے کہ صارف بینک سے مخصوص چیز خریدنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے جسے وہ خود خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ بینک مطلوبہ سامان صارف کے کہنے پر خرید کر مرابحہ کی صورت میں اسے فروخت کردیتا ہے، اور صارف اس کی قیمت اقساط میں ادا کرتا ہے۔

شرعی مرابحہ

مروجہ مرابحہ اور شرعی مرابحہ میں کافی حوالوں سے فرق پایا جاتا ہے جس میں سے تین بنیادی فرق یہ ہیں:

(1) شرعی مرابحہ میں بیچنے والے کے پاس سامان پہلے سے موجود ہوتا ہے جسے وہ معلوم منافع پر فروخت کرتا ہے۔ مروجہ مرابحہ میں بینک کے پاس سامان موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ صارف کے کہنے پر مطلوبہ سامان خرید کر اسے فروخت کرتا ہے۔

(2) شرعی مرابحہ میں ادائیگی عموماً نقد ہوتی ہے، جبکہ مروجہ مرابحہ میں نقد ادائیگی کا کوئی تصور نہیں۔

(3) شرعی مرابحہ دراصل ایک بیع یعنی خرید وفروخت کا معاملہ ہے، جبکہ مروجہ مرابحہ اسلامی بینکوں میں طریقہ ہائے تمویل (mode of financing) کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

اسلامی بینکوں کے حامی مفتی تقی عثمانی صاحب خود یہ اقرار کرتے ہیں کہ:

"بنیادی طور پر مرابحہ طریقہ تمویل نہیں بلکہ بیع کی ایک خاص قسم ہے"۔(30)

خلاصہ کلام

اسلامی بینک کے قیام کا بنیادی مقصد معاشرہ کو سود اور عوام کو مالی ظلم واستحصال سے بچانااور اسلامی معاشی نظام کے نفاذ کی سنجیدہ کوششیں کرنا تھا۔ اسی لئے ابتداء میں علماء نے یہ طے کیا تھا کہ اسلامی بینک مضاربہ اور مشارکہ جیسے شراکت داری والے معاملات کی طرف زیادہ توجہ دے گا، اور چونکہ ابتداء میں اسلامی بینک کو مشکلات کا سامنا تھا اس لئے مرابحہ و متناقصہ کو عبوری دور کے لئے اسلامی بینکاری نظام میں شامل کیا گیا تھا بلکہ کئی علماء نے اس کی عبوری دور کے لئے بھی اجازت نہیں دی تھی۔ اب اسلامی بینک اپنے ابتدائی دور سے گزر کر پختہ دور تک پہنچ چکا ہے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جن بینکوں نے مرابحہ کو ابتدائی طور پر عبوری نظام کی حیثیت سے اپنایا تھا وہ بتدریج اس کو ختم کر کے مضاربہ اور مشارکہ کی جانب آتے، لیکن صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ اسلامی بینکوں نے اب مرابحہ اور مشارکہ متناقصہ ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے، اس لئے جو علماء کرام اس نظام کے حامی ہیں انہیں چاہئے کہ یا تو اس نظام کی اصلاح کے لئے انقلابی اقدامات اٹھائیں اور اس میں پائی جانے والی خامیوں اور اعتراض کو صحیح شرعی نقطہ نظر کے مطابق عملی جامہ پہنائیں۔

حوالہ جات و حواشی

[1]۔ عثمانی، عمران اشرف، مولانا، شرکت و مضاربت عصر حاضر میں، ادارۃ المعارف، کراچی، 2001، ص110

[2]۔ السعدي، ابوجیب، القاموس الفقهي (عربی) لغة واصطلاحا، من علماء القرن الخامس عشر، دار الفکر دمشق۔ سوریۃ الطبعۃ: تصویر ۱۹۹۳م الطبعة الثانية، ۱۹۸۸م، ج۱، ص ۱۹۵

[3]۔ السعدي، ابوجیب، القاموس الفقهي (عربی) لغة واصطلاحا، ج۱، ص ۱۹۵

[4]۔ ابن قدامہ المقدسی (ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد)، المغنی مکتبة الرياض السعودية، ج5، ص3

[5]۔ محمد بن ابراهيم موسى، شركات الاشخاص بين الشريعة والقانون، جامعة الامام محمد بن السعود الاسلاميہ، ریاض، 1401ھ، ص23

[6]۔ البقرہ: ۲۲۰

[7]۔ النساء: ۱۲

8۔ ص:۲۴

9۔ الزمر:۲۹

10۔ طہٰ:۳۲-۲۹

11۔ النساء:۱۲

12۔ السجستانی،ابوداؤد،السنن ابی داؤد،ج5،رقم الحدیث:2936

13۔ الصنعانی، محمد بن اسماعیل،الروض النضیر شرح مجموع الفقہ الکبیر،مکتبۃ المو ءید بالطائف،ج3،ص362

14۔ السجستانی،ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق، سنن ابی داؤد،رقم الحدیث:1149

15۔ الصنعانی، محمد بن اسماعیل، سبل السلام شرح بلوغ المرام،داراحیاءالتراث العربی،بیروت،ج3،ص64

16۔ عثمانی، عمران اشرف، مولانا، شرکت ومضاربت عصر حاضر میں،ص144

17۔ احمد بن محمد الدردیری،الشرح الصغیر علی اقرب المسالک،مصر،ج3،ص455

18۔ عثمانی، عمران اشرف، مولانا، شرکت ومضاربت عصر حاضر میں،ص185

19۔ عثمانی، عمران اشرف، مولانا، شرکت ومضاربت عصر حاضر میں،ص184

20۔ المعاییرالشرعیۃ:المرابحۃ،رقم المعیار ،171

21۔ النساء:12

22۔ الزمر:29

23۔ ص:24

24۔ النساء:29

25۔ ڈار،عبدالحمید،اسلامی معاشیات،ناشر علی کتاب خانہ اردو بازار لاہور،ص۱۷۵

26۔ الجزیری عبد الرحمن بن محمد عوض، الفقہ علی المذاھب الاربعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۲۰۰۳-۱۴۲۴م، ج۳،ص۳۴

27۔ المعاییرالشرعیۃ:المرابحۃ،رقم المعیار ،171

28۔ چیئرمین المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

29۔ أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين بدر الدين العينى; المحقق: أيمن صالح شعبان ،البناية في شرح الهداية، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ج6، ص486

30۔ عثمانی، تقی، مولانا، اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ادارۃ المعارف، کراچی، ص8